تفسیراتِ احمدیہ

فی بیان الآیات الشرعیہ

یعنی

قرآن پاک کے فقہی مسائل

ملا احمد جیون امیٹھوی

ترجمہ و حواشی

مولانا محمد احمد

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

المیزان

تفسیراتِ احمدیہ

فی بیان الآیات الشرعیہ

یعنی

قرآن پاک کے فقہی مسائل

ملا احمد جیونؒ امیٹھوی

ترجمہ و حواشی

مولانا محمد احمد

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

المیزان ناشران و تاجرانِ کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات- ۷۰

سن اشاعت ۲۰۰۵ء

محمد شاہد عادل نے

زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

سورۃ الاحقاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ا۔ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔

﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ط قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ج اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ ﴾ (۴۶ : ۱۵)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اسے بڑی مصیبت سے پیٹ میں رکھا اور بڑی تکلیف سے جنا۔ اس کا اٹھانا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے، تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں ایسے نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو اور مجھے میری نیک اولاد عطا فرما۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں بے شک میں حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔

سیاق آیت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتی ہے۔ چونکہ والدہ والد کی نسبت زیادہ تکالیف اور مصائب برداشت کرتی ہے اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے دوبارہ کیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہایت تاکیدی طور پر دیا۔ اور والدہ کے مصائب اور تکالیف میں سے وضع حمل کی تخصیص اس بنا پر ہے کہ یہ تکلیف دیگر تکالیف سے کہیں زیادہ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں۔ اس کے بعد حمل اور رضاعت کی مدت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا والدہ کی تکالیف میں سے یہ بھی ایک تکلیف ہے۔

فصال دراصل دودھ چھڑانے کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد دودھ پلانے کی پوری مدت ہے جس کے بعد دودھ پلانا بند کر دیا جاتا ہے۔ اسی لئے اسے فصال سے تعبیر کیا گیا جیسے مدت کو امد سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس آیت سے امام ابوحنیفہؒ یہ استدلال کرتے ہیں کہ دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال چھ ماہ ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں قولہ تعالیٰ : ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حمل وفصال میں سے ہر ایک کی خبر ہے یعنی حمل کی مدت بھی تیس ماہ اور فصال کی مدت بھی تیس ماہ ہے۔ گویا آیت میں حمل وفصال ہر دو کی زیادہ سے زیادہ مدت کا بیان ہے۔

لیکن چونکہ مدت حمل کے بارے میں ایک ناقص پایا جاتا ہے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زائد نہیں رہ سکتا اور مدت رضاعت میں ایسی کوئی روایت نہیں

جس سے اس کا کم ہونا معلوم ہو۔ اسی لئے امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ حمل کی اکثر مدت دو سال ہے اور دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت ۲ سال چھ ماہ ہے۔

صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ دودھ پلانے کا زیادہ سے زیادہ عرصہ دو سال ہے کیونکہ قولہ تعالیٰ: ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حمل وفصال کی مجموعہ مدت ہے۔ یعنی حمل اور دودھ پلانے کی مدت کا مجموعہ تیس ماہ ہے۔ لیکن اس سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ مدت واضح نہیں ہوتی اس بنا پر مدت رضاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اور حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ سے دودھ پلانے کی مدت دو سال معلوم ہوتی ہے۔

پس ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا میں سے دو سال دودھ پلانے کی مدت ہے اور چھ ماہ حمل کی مدت ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے پس آیت زیر بحث حمل کی کم از کم مدت اور دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت کو واضح کرتی ہے۔

بیضاوی نے حمل کی کم از کم مدت اور رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت بیان کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے تاکہ دونوں کا ضابطہ معلوم ہو اور نسب و رضاعت کے احکام ثابت کرنا آسان ہو۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ اور فِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ والدہ سے دودھ پلوانے اور اس کے اجرت لینے کے بارے میں ہے۔ یعنی والدہ کو یہ جائز نہیں کہ وہ دو سال سے زیادہ دودھ پلانے کی اجرت لے اور یہ اس کے منافی نہیں کہ جواز رضاعت اور حرمت نکاح کے بارے میں دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت اڑھائی سال ہو۔ امام ابوحنیفہؒ نکاح کے بارے میں احتیاط کے پیش نظر رضاعت کی مدت اڑھائی سال قرار دیتے ہیں۔ دیگر فقہاء کے مسلک میں یہ احتیاط مفقود ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مسلک میں ایک اشکال ہے کہ قرآن پاک میں مدت حمل تیس مہینے لفظاً اور معنیً ہر لحاظ سے خبر ہے اور حضرت عائشہؓ کا قول اس میں کمی کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابی کا قول قرآن کا ناسخ ہے اور یہ جائز نہیں۔

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ نسخ نہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر اسے نسخ تسلیم بھی کریں تب بھی ضروری نہیں کہ یہ ایک صحابی (حضرت عائشہؓ) کا قول ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ نبی علیہ السلام سے منقول ہو۔ نیز یہ بھی قابل تسلیم نہیں ہے کہ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی مدت حمل محض خبر ہے بلکہ یہ نسب وغیرہ کے احکام کو بھی متضمن ہے۔

امام فخر الاسلام نے صراحت سے لکھا ہے کہ قولہ تعالیٰ: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب اس سے مدت رضاعت دو سال نکال لی جائے تو حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ بنتی ہے۔

باب النسب میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ اسی آیت کی رو سے حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔

ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک اور امام فخر الاسلام اور صاحب ہدایہ کے کلام میں مطابقت نہیں بلکہ منافات ہے۔

اس کا جواب یہ ہے امام ابوحنیفہؒ کا مسلک احتیاط پر مبنی ہے۔ نسب کے سلسلے میں احتیاط یہ ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہو اور حرمت نکاح کے لئے رضاعت میں احتیاط یہ ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال چھ ماہ ہو۔

اس طرح امام فخر الاسلام کا اشارہ اور صاحب ہدایہ کا استدلال بھی درست ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی درست ہے۔

آیت کا مذکورہ بالا مفہوم اور تشریح اس صورت میں ہے کہ آیت کو ہر ایک کے لئے عام قرار دیا جائے۔

لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرات حسنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنھا نے انہیں اتنا عرصہ دودھ پلایا تھا یہ روایت غوری نے نقل کی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں نازل ہوئی آپ شکم مادر میں چھ ماہ رہے اور اس کے بعد دو سال تک دودھ پیا۔

آیت کے سیاق وتتمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس کے بعد مذکور ہے۔

حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ الاية

اشد جمع ہے اور اس مادہ سے اس کا واحد نہیں ہے سیبویہ کے نزدیک اس کا واحدہ شدۃ ہے۔

بلوغ الاشد کا معنی یہ ہے کہ انسان ادھیڑ عمر کو پہنچ جائے جب کہ جسمانی اور عقلی ہر لحاظ سے پوری طرح طاقت ور ہوتا ہے۔ سالوں کے لحاظ سے اس سلسلے میں تینتیس ۳۳، چالیس ۴۰، اٹھارہ ۱۸ اور سولہ ۱۶ برس کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضورؐ کی پیدائش سے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپؐ کے دوست بن گئے اور بیس سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا زیادہ وقت حضورؐ کے ساتھ گزرنے لگا۔ چالیس سال کی عمر میں جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپؐ پر وحی نازل ہوئی اس وقت ابوبکر صدیق ؓ اڑتیس ۳۸ سال کے تھے۔ آپؐ کی دعوت پر انہوں نے لبیک کہا اور آزاد بالغ مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میری پروردگار مجھے اس امر کی توفیق دے کہ تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی۔ اس نعمت سے مراد آپ کا اور آپ کے والدین کا مشرف بہ اسلام ہونا ہے۔ اور مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جو تجھے پسند ہوں۔ میرے لئے میری اولاد میں اصلاح اور بہتری تفویض فرما۔ میں ناپسندیدہ اعمال واشغال سے توبہ کر کے تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور خلوص دل سے تیرا فرمانبردار ہوں۔

آپ نے اپنی اولاد کی فلاح و بہبود کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا کیونکہ آپ کی اولاد میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل محتاج نہیں بیان نہیں۔ حضرت عائشہؓ کے بہن بھائی محمدؓ، اسماءؓ، عبداللہؓ، عبدالرحمان اور عبدالرحمٰن کے بیٹے ابوعتیقؓ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ صحابیت کا شرف بھی رکھتے ہیں۔ یہ صرف ابوبکر صدیق ؓ کی خصوصیت اور فضیلت ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کی اولاد سب کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایسا کوئی خاندان نہیں جس کی اوپر تلے چار پشتیں صحابی ہوں۔ آپ کے والد صحابی ہیں، آپ صحابی آپ کے بیٹے صحابی ہیں اور آپ کے پوتے ابوعتیق صحابی ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

امام زاہد لکھتے ہیں کہ یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ اس کی رو سے آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے چالیس سال کی عمر میں والدین کے مسلمان ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا حالانکہ آپ کے والدین فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔ اس وقت